وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علمبردار

پندرہ روزہ

الشریعۃ

گوجرانوالہ

زیر سرپرستی:

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

زیر ادارت:

ابو عمار زاہد الراشدی

الشریعۃ اکادمی

مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

قرآنی حکم اور سندھ ہائی کورٹ کا فیصلہ

لاہور (محسن اقبال ر نیوز رپورٹر) اسلامی نظریاتی کونسل نے قرآنی احکامات کی غلط تشریح کو تعبیر کرنے والے جج کے خلاف آئین کے آرٹیکل (6)(5) 209 کے تحت صدر مملکت کو ریفرنس پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق سندھ ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس شائق عثمانی نے 3 مارچ 99ء کو ایک مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے لکھا تھا کہ وراثت میں لڑکی کا آدھا حصہ دین کی غلط تشریح اور مساوات کے اصولوں کے منافی ہے لہٰذا قرآن کی سورۃ المائدہ کی آیت کے حوالے سے جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی میراث کے بارے میں احکامات دیے گئے ہیں' اجتہاد کی اشد ضرورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ وراثت میں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا جائے گا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکی کو آدھا حصہ ملے گا بلکہ اس سے مراد لڑکی کے لیے کم از کم حصہ ہے اس فیصلے پر غور کرنے کے لیے یکم اور دو مئی کو اسلامی نظریاتی کونسل کا اجلاس طلب کیا گیا ارکان نے اس فیصلے پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ کونسل نے آئین کی دفعہ 209 کی شق 5 اور 6 کے تحت صدر مملکت سے سفارش کی ہے کہ مذکورہ جج کے خلاف سپریم جوڈیشل کونسل کو ریفرنس پیش کیا جائے کیونکہ مذکورہ جج نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے انہوں نے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے قرار کیا تھا کہ تمام فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں کروں گا۔ اب انہی کے احکامات پر نظر ثانی (معاذ اللہ) شروع کر دی گئی ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے مطالبہ کیا ہے کہ جسٹس شائق عثمانی کے خلاف فوری طور پر کاروائی کی جائے۔

متنازع فیصلہ کے متعلقہ حصہ کا اردو ترجمہ

جسٹس شائق عثمانی اپنے خیالات کا اظہار مقدمہ نمبر ۲۶۵ ف ۱۹۹۸ء میں دی گئی ایک درخواست متعلقہ نمبری ۳۰۱۵ ۹۸ء میں اس طرح کیا ہے!

"بلاشبہ بچی کے حصے کا بچے کے حصے کے مقابلے میں آدھا ہونے کے متعلق قوانین کا اطلاق اس دعوے کی غلط تشریح کا نتیجہ ہے کہ یہ قانون ناقابل تبدیل ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل میں یہ دعویٰ نتیجہ ہے مرد پرستی کے اس مزاج کا جو ہمارے سماج میں سرایت کر چکا ہے۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کے آدھے حصے کی جو بات کی گئی ہے' وہ اس کی کم سے کم حد قائم کرنے کے لیے ہے' زیادہ سے زیادہ کے لیے نہیں۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ کوئی اسلامی مملکت اجتہاد سے کام لے کر عورت کے حصے کو بڑھا دے۔ کم از کم ایک مسلم ملک یعنی ترکی ایسا ہے جہاں وراثت میں بچیوں اور بچوں کے حصے برابر ہیں۔ ایک بات جو ظاہری طور پر ہمارے زمانے میں اگرچہ صحیح نظر آتی ہے مگر حقیقت میں غلط طور پر پیش کی جا رہی ہے' یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو اپنی جائیداد کے بارے میں شادی شدہ عورتوں کے جائیداد ایکٹ ۱۸۷۴ء (ایکٹ نمبر ۳ آف ۱۸۷۴ء) میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق پورا پورا حق دیا ہے۔ اس کے متعلق انتہائی قابل نفرت انداز میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے برطانوی ہند میں غیر مسلم نو آبادیاتی حکومتوں نے اس لیے نافذ کیا تا کہ ان شرمناک ہتھکنڈوں کے ذریعے عورتوں کو ان کی حصہ داری میں برابری کے اس حق سے' جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ محروم رکھا جا سکے"

(بحوالہ روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۷ مئی ۹۹ء)

پندرہ روزہ

الشریعۃ گوجرانوالہ

الشریعۃ اکادمی گوجرانوالہ کا ترجمان

شمارہ ۱۰ | ۲۶ مئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ | جلد ۱۰

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

رئیس التحریر
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر
حافظ محمد عمار خان ناصر

مدیر منتظم
عامر خان راشدی

زر مبادلہ

سالانہ ایک سو روپے
فی پرچہ پانچ روپے
بیرونی ممالک سے
دس امریکی ڈالر سالانہ

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد
پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ
فون و فیکس
0431-219663
ای میل
alsharia@paknet4.ptc.pk
ویب ایڈریس
http://www.ummah.net/al-sharia

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ — دو ہزار روپے
اندرونی صفحہ ٹائیٹل — پندرہ سو روپے
اندرونی صفحہ عام — بارہ سو روپے

فہرست مضامین

کلمہ حق	رئیس التحریر	۴
قرآن فہمی میں سنت نبویؐ کی اہمیت	ابو عمار زاہد الراشدی	۶
ملائشیا کے ایک اسلامی بنک کا ڈھانچہ اور طریق کار		۱۱
آہ! حضرت مولانا سجان محمود رحمہ اللہ	مولانا محمد عبد المنتقم	۱۳
انسانی وحدت و مساوات اور اسلام	مولانا محمد ادریس ڈیروی	۱۴
عالم اسلام		۱۶
تعارف و تبصرہ	رئیس التحریر	۱۸

مسعود اختر پرنٹرز میکلوڈ روڈ لاہور میں چھپا اور حافظ محمد عبد المتین خان زاہد نے مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ سے شائع کیا

کلمہ حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سود پر سیمینار میں ہم خیال احباب کا اجتماع

۲۵ اپریل ۹۹ء کو جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن نارتھ کراچی میں پاکستان شریعت کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا سیمینار اگرچہ سود کے موضوع پر تھا لیکن میری طرح اور بہت سے دوستوں کے لیے اس لحاظ سے خوشی کا عنوان بن گیا کہ اس میں جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں اور پاکستان شریعت کونسل کے سرکردہ حضرات شریک ہوئے گویا پندرہ بیس برس پہلے کی متحدہ جمعیت علماء اسلام کے احباب ایک جگہ جمع ہوئے اور "سود" کے موضوع پر مشترکہ اظہار خیال کرنے کے علاوہ پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمان درخواستی کی طرف سے دیئے گئے ظہرانہ میں بھی شرکت کی۔

مولانا مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام پاکستان درخواستی گروپ اور فضل الرحمٰن گروپ میں تقسیم ہو گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد وجہ نزاع ایم آرڈی ختم ہو جانے کے بعد ان دونوں گروپوں میں اتحاد ہوا تو مولانا سمیع الحق گروپ وجود میں آگیا اور ان کے درمیان مصالحت و اتحاد کی مسلسل کوششوں میں ناکامی کے بعد مولانا فداء الرحمان درخواستی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، راقم الحروف اور کچھ دیگر رفقاء نے دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہ چلنے کا فیصلہ کرتے ہوئے "پاکستان شریعت کونسل" کے نام سے الگ جماعت بنالی اور انتخابی سیاست کو خیرباد کہہ کر فکری و علمی محاذ پر تھوڑے بہت کام کا آغاز کر دیا۔ پاکستان شریعت کونسل کے مقاصد میں نفاذ اسلام کے لیے ذہن سازی اور فکری و علمی جدوجہد کے ساتھ ساتھ دینی حلقوں بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کو آپس میں قریب کرنا بھی ہے کیونکہ یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے چنانچہ پاکستان شریعت کونسل کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ۲ اپریل کو گوجرانوالہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ سود کے بارے میں سپریم کورٹ کے شریعت بینچ میں زیر سماعت رٹ کے پس منظر میں ۲۴، ۲۵ اپریل کو کراچی میں سیمینار منعقد کیا جائے گا تو اس کے لیے یہ طے پایا کہ کراچی کی سطح پر اس سیمینار میں جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کے حضرات کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے گی سیمینار "سود" کے موضوع پر تھا اس لیے وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن سے گزارش کی گئی کہ وہ بطور مہمان خصوصی شریک ہوں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ چونکہ سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ میں وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کی حیثیت سے انہی کا لکھا ہوا فیصلہ زیر بحث ہے اس لیے وہ اس مرحلہ میں اس عنوان پر ہونے والے کسی اجتماع میں شریک ہونے اور اس میں اظہار خیال کو مناسب نہیں سمجھتے۔

سیمینار پاکستان شریعت کونسل کے ہیڈ آفس جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن کراچی میں ۲۵ اپریل کو ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک ہوا کونسل کے سربراہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے صدارت کی جبکہ مولانا عبدالرشید انصاری نے سٹیج سیکرٹری کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔ مقررین جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی راہنما سابق سینٹر حافظ حسین احمد جمعیت علماء اسلام (س) صوبہ سندھ کے سیکرٹری جنرل خواجہ شرف الاسلام ایڈووکیٹ، جامع احسن العلوم گلشن اقبال کے شیخ الحدیث مولانا زر ولی خان، مولانا اکرم الحق خیری، مولانا احسان اللہ ہزاروی اور راقم الحروف کے علاوہ حیدر آباد سے مولانا عبد المتین قریشی اور مولانا قطب الدین انصاری بھی شامل تھے اور شرکاء میں دینی مدارس کے اساتذہ و طلبہ کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ مولانا قاری شیر افضل، مولانا عبد الکریم عابد، مولانا حافظ اقبال اللہ، مولانا صفی عبد الحنان، مولانا غلام مصطفیٰ فاروقی، قاری عبد السلام صدیقی، حافظ امجد علی اور لندن سے آئے ہوئے مولانا قاری محمد ہاشم بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا زر ولی خان نے گفتگو کا آغاز کیا اور اس نکتہ پر اظہار خیال کیا کہ معاشرہ میں برائیوں کے فروغ اور اضافے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ علماء کرام نے منکرات پر گرفت کرنا چھوڑ دی ہے اور مصلحتوں کا شکار ہو گئے ہیں حالانکہ ہمارے اکابر کا یہ طریقہ نہیں تھا اور انہیں جہاں بھی خرابی سر اٹھاتی نظر آتی تھی، وہ اس کے خلاف کمربستہ ہو جاتے تھے لیکن آج ہم تساہل سے کام لے رہے ہیں جس کی وجہ سے منکرات اور فواحش کو مسلسل فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ انہوں نے علماء کرام پر زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور منکرات و فواحش کی روک تھام کے لیے جرات و حوصلہ کے ساتھ آواز بلند کریں حافظ حسین احمد نے "سود" کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "سود" صرف ہمارا مسئلہ نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے کیونکہ عالمی مالیاتی اداروں نے سود ہی کے ذریعہ تمام مسلم حکومتوں کو شکنجے میں جکڑ رکھا ہے اور عالم

اسلام کو اقتصادی پالیسیوں کی گرفت میں لیا ہوا ہے اس لیے جب تک دنیا کی مسلم حکومتیں سود کے مسئلہ پر جراتمندانہ موقف اختیار کر کے عالمی مالیاتی اداروں کو صاف جواب نہیں دیتیں اس وقت تک یہودیوں کے شکنجے سے مسلمانوں کی گردن کا نکلنا مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی سرمایہ داروں نے صرف مسلمان حکومتوں کو نہیں بلکہ مسیحی حکومتوں کو بھی گرفت میں لے رکھا ہے اس لیے ان کے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ یہودی منصوبہ سازوں کے اثر سے آزاد ہو کر اپنی مرضی کے ساتھ کوئی پالیسی طے کر سکیں حتیٰ کہ امریکہ کے صدر بل کلنٹن جیسا بااختیار شخص بھی فلسطین اور عربوں کے مسئلہ میں کوئی لچک ظاہر کرتا ہے تو اسے وائٹ ہاؤس کی مونیکا جیسی ملازمہ کے ذریعہ ذلیل کر کے بتا دیا جاتا ہے کہ اس کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ یہودی منصوبہ سازوں کی طے کردہ پالیسیوں کے دائرہ میں رہے انہوں نے کہا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں نے جس طرح خلیج عرب پر پنجے گاڑ رکھے ہیں اور عربوں کے تیل اور دولت کا وحشیانہ استحصال کیا جا رہا ہے اس کا سلسلہ اگر چند سال اور جاری رہا تو سعودی عرب' کویت اور امارات جیسے مالدار ترین ممالک بھی کنگال ہو جائیں گے اس لیے یہ ضروری ہے کہ خلیج عرب سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے لیے کوئی موثر لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

حافظ حسین احمد نے کہا کہ پاکستان کی کسی حکومت اور کسی عدالت کے ججوں سے یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ سودی نظام کے عملی خاتمہ کی طرف کوئی قدم بڑھائیں گے۔ کیونکہ "سود" کے بارے میں سرکاری حلقوں سے جب بھی کوئی بات چھیڑی جاتی ہے تو اس کا مطلب سودی نظام سے نجات حاصل کرنا نہیں بلکہ ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں پر دباؤ بڑھانا ہوتا ہے تاکہ انہیں قرضوں حوالہ سے اپنی کچھ شرائط کو نرم کرنے پر آمادہ کیا جائے' اس لیے اگر دینی جماعتیں واقعی چاہتی ہیں کہ ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ہو تو اس کے لیے عوام کی ذہن سازی کرنا ہو گی اور انہیں اس بات کے لیے تیار کرنے کی مہم چلانی ہوگی کہ وہ بینکوں کا بائیکاٹ کریں اور ان سے اپنی رقوم واپس نکلوا لیں اس کے بغیر موجودہ حکمران طبقہ کو سودی نظام کے عملی خاتمہ پر آمادہ نہیں کیا جا سکے گا۔

راقم الحروف نے اپنی گفتگو میں سود کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے دو تین واقعات کا تذکرہ کیا کہ طائف کے وفد نے اسلام قبول کرنے کے لیے یہ شرط عائد کی تی کہ ان کے کاروبار کا دارومدار سود پر ہے اس لیے وہ سود کو ترک نہیں کر سکیں گے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط مسترد کر دی تھی۔ اسی طرح نجران کی عیسائی آبادی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تحریری معاہدہ کیا تھا اس میں واضح طور پر سودی کاروبار سے ممانعت شامل ہے اور معاہدہ میں درج ہے کہ اگر کسی ذمہ دار شخص نے سود کا لین دین کیا تو معاہدہ منسوخ ہو جائے گا اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی معاشرہ کو تبدیل کر کے جو نیا معاشرہ قائم کیا تھا اس کے کسی شعبہ میں سود کی کسی قسم کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں تھا اور اس کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں پیدا ہونے والی خرابیوں اور فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے پیش گوئی فرمائی تھی کہ "یستحلون الربا بالبیع" لوگ سود کو تجارت کے نام پر جائز قرار دینے لگیں گے۔ راقم الحروف نے حکومتی سطح پر مختلف اوقات میں سودی نظام کے تحفظ کے لیے اختیار کیے جانے والے تاخیری حربوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور شرکاء کو بتایا کہ مختلف حکومتیں کس طرح سودی نظام کو باقی رکھنے کے لیے دینی حلقوں کو دھوکہ دیتی رہی ہیں حتیٰ کہ اب بھی حکومت نے ایک طرف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ میں دائر کردہ رٹ واپس لینے کی درخواست دے رکھی ہے اور دوسری طرف وفاقی شرعی عدالت میں اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے بھی درخواست دے دی ہے جس میں سود کی بعض صورتوں کو جائز قرار دینے کی استدعا کی گئی ہے۔

راقم الحروف نے علماء کرام خطباء اور دینی مدارس کے اساتذہ پر زور دیا کہ سود کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کے تفصیلی فیصلے کا اہتمام کے ساتھ مطالعہ کریں اور عوام کو اس سلسلہ میں تمام ضروری تفصیلات سے آگاہ کریں۔ اس فیصلہ کے اردو ترجمہ صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی نے شائع کیا ہے اور اسے وہاں سے آسانی سے منگوایا جا سکتا ہے۔

مولانا اکرام الحق خیری نے اپنے خطاب میں سود کے بارے میں بعض علمی سوالات کا جائزہ لیا اور کہا کہ یہ سوال کہ "سود تو تجارت ہی ایک صورت ہے" قرآن کریم نے اس دور میں ہی مسترد کر دیا تھا کیونکہ سود کے حق میں اس وقت کی سود خوار کیمونٹی نے پہلی دلیل پیش کی تھی مگر قرآن کریم نے واضح طور پر اعلان کیا کہ سود کا تجارت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد چیزیں ہیں جن میں سے تجارت کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

سیمینار میں یہ طے کیا گیا کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ میں سود کی رٹ کے حوالہ سے پاکستان شریعت کونسل کی طرف سے بھی باضابطہ موقف ریکارڈ میں شامل کرایا جائے گا اور سودی نظام کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنے کے لیے مختلف دینی جماعتوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا جائے گا۔

سیمینار سے اگلے روز پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی نائب امیر

بقیہ صفحہ ۱۷ پر

ابو عمار زاہد الراشدی

قرآن فہمی میں سنت نبویؐ کی اہمیت

۴ مئی ۹۹ء کو دار العلوم نعمانیہ، ڈیرہ اسماعیل خان کی جامع مسجد میں مولانا زاہد الراشدی نے درس قرآن دیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے (ادارہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ! حضرت مولانا علاؤ الدین مدظلہ ہمارے محترم بزرگ ہیں، مخدوم ہیں اور مشفق ہیں۔ ان کے حکم کی تعمیل میں درس قرآن کریم کے عنوان سے گفتگو کے لیے آپ کے سامنے بیٹھ گیا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت کچھ مقصد کی باتیں کہنے سننے کی توفیق دیں، آمین۔ قرآن کریم کے درس حوالہ سے قرآن فہمی کے بنیادی اصولوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ غلط فہمی آج پھر عام ہو رہی ہے کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے صرف عربی زبان جان لینا کافی ہے اور جو شخص عربی زبان پر، گریمر اور لٹریچر پر عبور رکھتا ہے، وہ براہ راست قرآن کریم کی جس آیت کا مفہوم سمجھ لے، وہی درست ہے۔ یہ گمراہی ہے اور قرآن فہمی کے بنیادی تقاضوں کے منافی ہے اس لیے اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں بنیادی گزارش یہ ہے کہ قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کی آیات کا مصداق و مفہوم معلوم کرنے کے لیے سنت نبویؐ سب سے بڑی بنیاد ہے کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہمیں قرآن کریم ملا ہے اور انہوں نے قرآن کریم کے صرف الفاظ ہم تک نہیں پہنچائے بلکہ اس کی تعلیم بھی دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی فرائض میں دو باتوں کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ ایک یتلوا علیھم آیاتہ آپؐ لوگوں کو قرآن کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور دوسرا یعلمھم الکتاب کہ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ یتلوا کا تعلق الفاظ سے ہے اور یعلم کا تعلق ان الفاظ کے معنی ومفہوم سے ہے اور یہ دونوں باتیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں سے ہیں۔ اس لیے ایسا نہیں ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) ایک چٹھی رساں کے طور پر قرآن کریم امت کے حوالہ کر دیا ہو اور خود فارغ ہو گئے ہوں بلکہ انہوں نے قرآن کریم کے الفاظ و آیات پڑھ کر سنانے اور انہیں امت کے حوالہ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل ۲۳ برس تک ان کی تعلیم بھی دی ہے اور وہی تعلیم سنت نبوی ہے جو قرآن کریم کی صرف تشریح وبیان ہی نہیں بلکہ اس پر ایمان کی بنیاد بھی ہے کیونکہ سنت وحدیث پر ایمان لائے بغیر قرآن کریم پر ایمان لانا ممکن نہیں ہے۔

حضرت امام شافعیؒ سے ایک جملہ منسوب ہے کہ "القرآن احوج الی السنۃ من السنۃ الی القرآن" سنت قرآن کریم کی اتنی محتاج نہیں ہے جتنا قرآن کریم سنت کا محتاج ہے۔ اس جملہ کا مطلب عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم متن ہے اور سنت رسولؐ اس کی شرح ہے اس لیے شرح کے بغیر متن کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے جبکہ شرح میں متن خود بخود موجود ہوتا ہے مگر میں اس جملہ کو اور مفہوم میں لیتا ہوں اور اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

ایک جگہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قرآن کریم کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور حدیث وسنت چونکہ اختلافات کا ذریعہ بنتی ہیں اس لیے انہیں قرآن کریم کے ساتھ لازم قرار دینا درست نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حدیث کے بغیر تو خود قرآن کریم پر ایمان لانا ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت "الکوثر" ہے جو تین چھوٹی چھوٹی آیات پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی شخص انکار کر دیتا ہے کہ میں سارے قرآن کریم کو مانتا ہوں مگر اس سورت کو قرآن کریم کا حصہ نہیں مانتا تو ہمیں اس کے سامنے اس سورت کو قرآن کریم کا حصہ ثابت کرنے کے لیے کوئی اتھارٹی پیش کرنا ہوگی کہ ہم کس کے کہنے پر سورۃ الکوثر کو قرآن کریم کا حصہ مان رہے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو براہ راست ہمیں کچھ نہیں فرمایا اور نہ ہی جبریل علیہ السلام سے ہمارا کوئی رابطہ ہے، ہمارے سامنے تو اس بارے میں ایک ہی اتھارٹی ہے اور وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جنہوں نے جس جملہ اور آیت کو قرآن کریم کا حصہ قرار دیا، اسے ہم نے قرآن کریم کا جزو تسلیم کر لیا۔ ان کے علاوہ ہمارے پاس قرآن کریم کی آیات، سورتوں اور الفاظ کے تعین کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لیے سورۃ الکوثر کے حوالہ سے بھی اتھارٹی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس ہے کہ چونکہ انہوں نے سورۃ الکوثر کو قرآن کریم میں شامل کیا ہے اس لیے یہ سورت کتاب اللہ کا حصہ ہے ورنہ اس سلسلہ میں اور کوئی ذریعہ اور اتھارٹی ہمیں میسر نہیں ہے تو جب یہ طے ہو گیا کہ ہم نے سورۃ الکوثر کو

قرآن کریم کا حصہ اس لیے تسلیم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" کے جملہ کو آپ کیا کہیں گے؟ یہ حدیث ہے اور آپ خود غور فرما لیں کہ ہم پہلے حدیث پر ایمان لائے ہیں یا قرآن کریم پر؟ اسی لیے میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ رتبہ اور مقام میں قرآن کریم حدیث سے مقدم ہے مگر ایمان کی ترتیب میں حدیث قرآن کریم سے پہلے ہے کیونکہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو' قرآن کریم پر ایمان لانا ممکن بھی نہیں ہے اور امام شافعیؒ کے مذکورہ جملہ کو میں اسی مفہوم میں لیتا ہوں۔

لہذا سنت وحدیث نہ صرف قرآن کریم کی تشریح اور اس کا بیان ہے بلکہ اس پر ایمان کی بنیاد بھی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ سنت کا تعلق قول اور عمل کا تعلق ہے اور یہ بات ام المومنین حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ "کان خلقه القرآن" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات قرآن کریم تھے یعنی وہ قرآن کریم جو الفاظ میں تلاوت کیا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے' اسے اگر عمل وکردار اور اخلاق و عادات کی شکل میں دیکھنا چاہو تو وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت وسنت ہے۔ اسے یوں سمجھ لیجئے جیسے سکول اور کالج میں ایک استاد کلاس روم میں سائنس کا ایک فارمولا پڑھاتا ہے اور پھر لیبارٹری میں اسے عملی مرحلہ سے گزار کر دکھاتا ہے۔ جو کچھ اس نے کلاس روم میں پڑھایا ہے' اسے تھیوری کہتے ہیں اور جس عملی تجربہ کا مظاہرہ لیبارٹری میں کیا ہے' وہ پریکٹیکل کہلاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم تھیوری ہے اور سنت نبویؐ پریکٹیکل ہے جو اسی تھیوری کی عملی شکل ہے۔

اس سے ہٹ کر ایک اور انداز میں بھی بات کو دیکھ لیں۔ وہ یہ کہ کسی عام شخص سے یہ سوال کریں کہ اس قرآن کریم پر پوری نسل انسانی میں کس شخصیت نے سب سے زیادہ اور مکمل عمل کیا ہے؟ اس کے جواب میں کوئی شخص بھی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور نام نہیں لے گا اور نہ ہی لے سکتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جس کا عمل کتاب اللہ پر سب سے زیادہ مکمل ہو گا' وہی اس پر عمل میں دوسروں کے لیے نمونہ اور معیار بنے گا اور اس لیے خود قرآن کریم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو پوری امت کے لیے "اسوہ حسنہ" قرار دیا ہے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سنت نبویؐ کے بغیر قرآن کریم کو براہ راست سمجھنا ممکن نہیں ہے اور یہ دعویٰ کرنا گمراہی ہے کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے صرف عربی گریمر اور لٹریچر پر عبور کافی ہے۔ اس پر چند واقعات عرض کروں گا کہ حضرات صحابہ کرامؓ عرب تھے اور عربی ان کی مادری زبان تھی مگر بعض مواقع ایسے آئے کہ انہیں قرآن کریم کے الفاظ واحکام کا مفہوم سمجھنے میں غلطی لگی اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی تو وہ قرآن کریم کی مراد سمجھ سکے۔ حاتم طائی عرب کے مشہور سخی ہیں جن کی سخاوت کے قصے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا البتہ چونکہ وہ تاریخی روایات کے مطابق' بت پرستی ترک کر کے عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا میں رائج الوقت حق مذہب عیسائیت ہی تھا اس لیے حاتم طائی کو اہل حق میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا بیٹا عدیؓ اور بیٹی سفانہؓ دونوں صحابی ہیں' انہی عدی بن حاتمؓ کا قصہ ہے کہ جب رمضان المبارک میں سحری کا حکم نازل ہوا کہ اس وقت تک سحری میں کھا پی سکتے ہو جب تک سفید اور سیاہ دھاریاں الگ الگ ظاہر نہ ہو جائیں۔ یہاں قرآن کریم کی مراد طلوع فجر کے وقت مشرق کی جانب آسمان پر نظر آنے والی سفید روشنی اور سیاہ اندھیرے کی دھاریاں ہیں جن کا الگ الگ نظر آنا طلوع فجر کی علامت ہے اور اسی کے ساتھ سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے مگر عدی بن حاتمؓ نے یہ کیا کہ دھاگے کی سفید اور سیاہ ڈوریاں اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں اور سحری کے وقت انہیں دیکھ کر کھاتے پیتے رہے اور جب وہ الگ الگ دکھائی دینے لگیں تو کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو حضورؐ مسکرائے اور فرمایا کہ "اذا لو سادتک عریضة یا عدی" پھر تو اے عدیؓ تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے یعنی سفید اور سیاہ دھاریوں سے قرآن کریم نے جو مراد لیا ہے' وہ اگر میرے تکیے کے نیچے آجاتا ہے تو پھر تو تکیہ بہت چوڑا ہو گا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی مراد واضح کی تو عدی بن حاتمؓ بات کو سمجھے اور تکیہ کے نیچے سے دھاگے کی ڈوریاں نکال لیں۔

اب غور فرمائیے کہ عدی بن حاتمؓ عرب ہیں' عرب کے بیٹے ہیں اور سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں مگر قرآن کریم کا بیان کردہ محاورہ سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہے اور اس وقت قرآن کریم کا مطلب نہیں سمجھ پائے جب تک خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت نہیں فرما دی۔ اس لیے اگر آج کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ وہ محض عربی دانی کے زور پر قرآن کریم کے مفہوم ومراد کو پا سکتا ہے تو یہ بات کیسے قبول کی جا سکتی ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک شخصی واقعہ ہے اور کسی بھی شخص کو ذاتی طور پر اس قسم کا مغالطہ ہو سکتا ہے اس لیے اجتماعی واقعہ بھی عرض کر دیتا ہوں۔ یہ بھی بخاری شریف میں ہے کہ جب سورۃ الانعام کی آیت ۸۲ نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کا التباس نہ ہونے دیا' وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور انہی کے لیے امن ہو گا" تو صحابہ کرامؓ میں بے چینی پھیل گئی۔ انہوں نے ظلم کا عام

مفہوم سمجھا کہ لوگوں میں باہمی معاملات و حقوق اور لین دین میں جو کمی بیشی اور حق تلفی ہو جاتی ہے، وہ ظلم ہے اور بلاشبہ ظلم کا عمومی مفہوم یہی ہے مگر پریشانی اس بات پر ہوئی کہ یہ کمی بیشی تو انسانی معاشرت کا حصہ ہے اور روز مرہ معاملات میں کہیں نہ کہیں ہو ہی جاتی ہے، اس سے مکمل گریز کو اگر ایمان وہدایت کے لیے شرط قرار دیا جائے تو بہت کم لوگوں کا ایمان قبولیت کے معیار پر پورا اترے گا۔ صحابہ کرامؓ کی پریشانی اس حد تک بڑھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ حضرات پیش ہوئے اور اپنے اضطراب کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ واینا لم یظلم یا رسول اللہ؟ "ہم میں سے کون ہے جس سے تھوڑی بہت زیادتی نہیں ہو جاتی" معصوم تو صرف پیغمبر ہیں، باقی لوگ تو نہیں ہیں اور آپ کے معاملات میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہوتی ہی رہتی ہے اس لیے ایمان وہدایت کا یہ معیار بہت سخت ہے کہ ایمان کے ساتھ ظلم کا التباس بھی نہ ہو۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر صحابہ کرامؓ کو تسلی دی کہ یہ پریشانی بجا ہے مگر یہاں ظلم سے مراد وہ نہیں جو سمجھا جا رہا ہے بلکہ اس آیت کریمہ میں ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اس پر صحابہ کرامؓ کی پریشانی دور ہوئی کہ ایمان کی قبولیت کے لیے جس ظلم سے مکمل گریز کو شرط کے طور پر پیش کیا گیا، وہ عام ظلم نہیں بلکہ شرک ہے۔

اب قرآن کریم میں عام طور پر بولا جانے والا ایک لفظ استعمال ہوتا ہے اور مخاطب صحابہ کرامؓ سب کے سب عرب ہیں مگر انہیں لفظ کی مراد سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے اور وہ اس وقت کریم کا مقصد پا سکے ہیں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے جو حافظ ابن کثیرؒ نے سورۃ النساء کی آیت ۱۲۳ کے ضمن میں بیان کیا ہے اس آیت میں ایک جملہ ہے۔ ومن یعمل سوءا یجز بہ "جس نے برائی کا کوئی کام کیا اسے ضرور بدلہ دیا جائے گا" یہاں "سوء ا" نکرہ ہے جس میں برائی کا معمولی سا کام بھی شامل ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابہ کرامؓ کو سنائی تو مجلس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی موجود تھے، یہ جملہ سنتے ہی ان کی حالت متغیر ہو گئی اور چہرے کا رنگ بدل گیا حتیٰ کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کیفیت کو محسوس کر کے پوچھا کہ "مالک یا ابابکرؓ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! یہ آیت سن کر میری تو کمر ٹوٹ گئی ہے کیونکہ جب ہر چھوٹے بڑے کام پر قیامت کے روز گرفت ہو گی تو کون شخص وہاں کے عذاب سے بچ سکے گا؟ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ نہیں آپ نے "یجز بہ" کا معنی یہ سمجھا ہے کہ ہر عمل کا بدلہ قیامت کے روز ہی ملے گا۔ یہ درست نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں بھی اہل ایمان کو جو تکلیف اور پریشانیاں پیش آتی ہیں، وہ ان کے کسی نہ کسی گناہ کا کفارہ بن جاتی ہیں حتیٰ کہ کسی مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے تو وہ بھی کسی گناہ کا کفارہ بن گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کی جان میں جان آئی کہ جو بات وہ سمجھے تھے وہ صحیح نہیں تھی۔

اب حضرت ابوبکرؓ نسلی عرب ہیں، ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ انہیں "اعلم الصحابہ" کہا جاتا ہے مگر قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کا مفہوم نہیں سمجھ پائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کی ہے تو بات ان کی سمجھ میں آئی ہے بلکہ میں تو اس سے اگلی بات کرتا ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو قرآن فہمی کی بنیاد ہے، حضرت صحابہ کرامؓ کے ارشادات و تشریحات سے بھی ہم بے نیاز نہیں رہ سکتے اور بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ارشادات سامنے نہ ہوں تو قرآن کریم کے ارشادات کا مصداق متعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اس سلسلہ میں بھی دو واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۵ کے ضمن میں حافظ ابن کثیرؒ نے روایت نقل کی ہے، اس آیت میں اہل ایمان سے خطاب کر کے فرمایا ہے "کہ اے ایمان والو! تم پر اپنا فکر لازم ہے۔ کوئی شخص گمراہ ہوتا ہے تو تمہیں کوئی ضرر نہیں دے سکتا اگر تم خود ہدایت پر ہو"

ابن کثیرؒ کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں اسی آیت کریمہ کا مفہوم و مصداق بیان کرنا پڑا جس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ کسی نے اس دور کے حالات پر یہ آیت پڑھ دی ہو گی اور آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو منکرین ختم نبوت، زکوٰۃ اور دیگر مرتدین کے خلاف جس طرح محاذ آرا ہونا پڑا تھا اس پس منظر میں کسی نے یہ آیت پڑھ دی ہو تو عام حلقوں میں اس کا کیا مطلب سمجھا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے بر سر عام اس کا اعلان فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں خطاب ہم لوگوں سے نہیں ہے بلکہ اس دور کے مسلمانوں سے ہے جب فتنے عام ہو جائیں گے اور عقائد وایمان کے فتنوں کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ اسی زمانے کے لوگوں کے لیے یہ حکم ہے کہ جب اپنا ایمان بچانا بھی مشکل ہو جائے تو دوسروں کی فکر کرنے کی بجائے اپنا فکر کرو اور اپنے ایمان کو بچانے کی کوشش کرو۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت کے حالات، ان کی جنگوں اور اس آیت کریمہ کے حوالہ سے ان کی وضاحت کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا

غور کر لیں کہ اگر حضرت ابوبکرؓ آیت کریمہ کا یہ مصداق واضح نہ کرتے تو منکرین ختم نبوت، منکرین زکوٰۃ اور دیگر مرتدین کے خلاف ان کی کارروائیوں اور فیصلوں کی حیثیت محل نظر ہو جاتی ہے بلکہ جس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے حضرت صدیق ابوبکرؓ نے وضاحت فرمائی ہے، وہ باقی رہ جاتی تو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا پورا دینی شعبہ ہی کالعدم ہو کر رہ جاتا اس لیے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کا مفہوم طے کرتے ہوئے اس دور کا پس منظر اور حضرات صحابہ کرامؓ کی تشریحات کو بھی سامنے رکھا جائے ورنہ قرآن کریم کی مراد تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح امام ترمذیؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رومیوں کے خلاف معرکوں کے دوران ایک جنگ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی شریک تھے، مسلمانوں اور رومیوں کے لشکر آمنے سامنے تھے اور لڑائی کی تیاری ہو رہی تھی کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک پرجوش نوجوان نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا اور اکیلا ہی دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ اس پر لوگوں نے تبصرہ کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں باتیں کیں کہ اس نے جلد بازی کی، جذباتی کام کیا ہے اور غلطی کی ہے اسی دوران کسی صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۹۵ کا ایک جملہ پڑھ دیا جس کا مفہوم یہ ہے "خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو" یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ چونکے اور موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جس مفہوم میں ان صاحب نے اسے پڑھا ہے۔ یہ آیت ہم انصار مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لیے اس کا مفہوم اور مصداق ہم بہتر جانتے ہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے دل کھول کر ساتھ دیا اور مہاجرین کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ قریش کے ساتھ معرکہ آرائی میں بھی پوری قوت کے ساتھ شریک رہے۔ بدر، احد، احزاب اور دیگر جنگوں میں بھرپور حصہ لیا، اس دوران اپنی کھیتی باڑی کی طرف ان کی توجہ کم ہو گئی، باغات کی حالت بگڑنے لگی اور معاشی حالت خاصی متاثر ہوئی۔ ترمذیؒ کی روایت کے مطابق حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے کہا کہ جب غزوہ خیبر کے بعد مسلمانوں کی حالت کچھ سنبھلی اور صورت حال بہتر ہونے لگی تو انصار مدینہ میں سے کچھ حضرات نے باہم مشورہ کیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس طرح کی امداد کی ضرورت نہیں جیسی ہم اب تک کرتے آ رہے ہیں اور حالات خاصے بہتر ہو گئے ہیں اس لیے ہم اب اپنے باغات اور کھیتی باڑی کی طرف توجہ دیں اور خرچ کرنے کے معاملہ میں کچھ کمی کر لیں تاکہ اس دوران معاشی طور پر جو نقصان ہوا ہے، اس کی تلافی کی کوئی صورت نکل آئے۔ اس پر قرآن کریم کی مذکورہ آیت نازل ہوئی کہ "اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور خود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت پڑو"

حضرت ایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ یہ اس آیت کا شان نزول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد اور دفاع پر بدستور پہلے کی طرح خرچ کرتے رہو کیونکہ اگر اس میں کمی کرو گے تو کمزور ہو جاؤ گے اور جہادی قوت کمزور کرنے کا مطلب خود اپنے ہاتھ ہلاکت میں پڑنا ہوگا اور اس آیت کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔

اب ان دونوں واقعات کو سامنے رکھ کر دیکھ لیجئے کہ قرآن کریم کی آیات کریمہ کا مطلب اور پس منظر حضرات صحابہ کرامؓ نے بیان کیا تو واضح ہوا ورنہ ان کا ظاہری مفہوم کچھ اور ہے۔ ان گزارشات کے بعد میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و تعلیمات بھی قرآن پاک ہی کا حصہ ہیں اور اس پر ایک دو واقعات عرض کروں گا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ الدین بن مسعودؓ نے ایک بار کوفہ کی جامع مسجد میں درس دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ "جسم پر نام گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی اور ریتی سے رگڑ کر دانت چھوٹے کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے"

یہ اس زمانے کا فیشن تھا جیسا کہ ہر دور میں عورتوں میں رواج ہوتا ہے کہ وہ خود کو سنوارتی ہیں، آرائش و زیبائش اختیار کرتی ہیں اور پھر ان کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ انہیں دیکھا جائے، اس زمانے کا فیشن یہ تھا۔ یہ سن کر کوفہ کی ایک خاتون ام یعقوبؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ آپ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے یہ کہا ہے۔ اس عورت نے پوچھا ہے کہ کیا یہ قرآن کریم ہے؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے تو اس کا ذکر قرآن کریم میں ہونا چاہیے، ہمارا زمانہ ہوتا اور ہمارے جیسا کوئی ڈھیلا ڈھالا مولوی ہوتا تو گھبرا جاتا کہ قرآن کریم میں تو نہیں ہے مگر وہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تھے، پورے اعتماد کے ساتھ جواب دیا کہ ہاں یہ قرآن کریم میں ہے۔ ام یعقوبؓ نے کہا کہ قرآن کریم تو میں نے بھی سارا پڑھا ہے، اس میں کہیں یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم سورۃ الحشر کی آیت ۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "رسول اللہؐ تمہیں جو دیں، وہ لے لو اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسا فیشن کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی قرآنی تعلیمات ہی کا حصہ ہے۔

اس سے قطع نظر بھی یہ بات سوچ لیں کہ نمائندہ کسے کہتے ہیں؟ نمائندگی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نمائندہ جو بات بھی کہتا ہے، وہ اس کی اپنی

نہیں ہوتی بلکہ اس کی طرف سے ہوتی ہے جس کا وہ نمائندہ ہوتا ہے' ہم خود بھی اگر کسی کو نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں اور اس کی بات توجہ سے نہیں سنی جاتی تو شکایت ہمیں ہوتی ہے کہ فلاں صاحب نے ہمارے نمائندے کی بات پر توجہ نہیں دی اور اس کو ہم نمائندہ کی بجائے اپنی توہین سمجھتے ہیں اور رسول کا معنی ہی قاصد اور نمائندہ کے ہیں اس لیے جب اللہ تعالیٰ اصولی طور پر یہ بات فرما رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نمائندہ ہیں' یہ جس کام کا کہیں وہ کرو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ تو اس اصول کے تحت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام تر ارشادات و فرمودات اللہ تعالیٰ ہی کے ارشادات قرار پاتے ہیں۔ میں آپ حضرات کے سامنے ایک اور مثال پیش کرنا چاہوں گا۔ آپ کے ضلع کا حاکم ڈپٹی کمشنر ہے جو صوبائی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہ جو حکم بھی دیتا ہے' وہ صوبائی حکومت کی طرف سے تصور ہوتا ہے' آج تک کسی شخص نے کسی ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر یہ سوال نہیں کیا کہ آپ نے جو حکم جاری کیا ہے' اس پر صوبائی حکومت کی تصدیق دکھائیں اور اگر کسی کو شوق ہو تو وہ ڈپٹی کمشنر کے کسی حکم پر اس سے یہ سوال کر کے دیکھ لیں' جواب خود معلوم ہو جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہی کا ایک اور ارشاد اسی آیت کے ضمن میں تفسیر قرطبی میں بھی مذکور ہے کہ ایک دفعہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ احرام کی دو چادروں کے ساتھ کوئی سلا ہوا کپڑا بھی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے اسے روک کر بتایا کہ مرد کے لیے احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ اس نے جھٹ سے سوال کر دیا کہ کیا یہ قرآن کریم میں ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہاں قرآن کریم میں ہے اور پھر مذکورہ آیت پڑھ کر یہی استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا نبیؐ جس کام کا حکم دے' وہ کرو اور جس سے روکے' اس سے رک جاؤ۔ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کے لیے حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں ہے۔

اور حضرت امام شافعیؒ تو اس سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھ گئے ہیں' تفسیر قرطبی میں اسی آیت کے ضمن میں مذکورہ ہے کہ حضرت امام محمد بن ادریس شافعیؒ نے جو اہل سنت کے چار بڑے اماموں میں سے ایک ہیں' کسی روز اپنی محفل میں یہ فرما دیا کہ آج جو مسئلہ پوچھو گے' قرآن کریم کی روشنی میں بیان کروں گا' ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا حالت احرام میں بھڑیں مارنا درست ہے؟ جواب دیا کہ ہاں درست ہے! کسی نے سوال کیا کہ قرآن کریم میں کہاں ہے؟ حضرت امام شافعیؒ نے سورۃ الحشر کی مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا رسول جس کام کے کرنا کا حکم دے' وہ کرو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میرے خلفائے راشدینؓ کی اتباع بھی تم پر لازم ہے اور حالت احرام میں بھڑ کو مارنے کا یہ سوال خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطابؓ سے کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جائز ہے۔ تو حضرت عمرؓ کا یہ حکم سنت نبویؐ کا حصہ ہے اور ارشاد نبویؐ قرآنی تعلیمات کا حصہ ہے اس لیے یہ مسئلہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ اس استدلال پر ایک بار پھر غور فرما لیجئے۔ یہ میر استدلال نہیں ہے بلکہ امام اہل سنت حضرت امام شافعیؒ استدلال کر رہے ہیں اس لیے جہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن فہمی کے لیے سنت نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے تعامل کو سامنے رکھنا ضروری ہے اور اس کے بغیر قرآن کریم کی کئی آیات کے صحیح مصداق تک پہنچنا مشکل ہے' وہاں یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات اور خلفاء راشدینؓ کے فیصلے بھی قرآنی تعلیمات کا حصہ ہیں اور انہیں قرآن کریم سے الگ کرنا درست نہیں ہے۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن وسنت کے باہمی تعلق اور قرآن فہمی کے چند بنیادی اصولوں پر کچھ گزارشات پیش کی ہیں' دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا صحیح فہم نصیب فرمائیں اور ان پر عمل کی توفیق سے بھی نوازیں۔

بقیہ: مولانا سبحان محمود ؒ

قریبی متعلقین نے بتایا کہ نیند کی حالت میں بھی حضرت' تلاوت قرآن میں مشغول نظر آتے تھے۔ حضرت اپنے ساتھ ادنیٰ تعلق رکھنے والے سے بھی اس شفقت سے ملتے اور مزاج پرسی کرتے تھے کہ دل محبت کی مٹھاس سے بھر جاتا تھا' افسوس کہ علم وعمل اور اصلاح و تقویٰ کی یہ جیتی جاگتی تصویر اور رشد وہدایت کا یہ مثالی پیکر دیکھتے ہی دیکھتے اچانک ہمیں داغ مفارقت دے گیا اور ہجری سال ۱۴۱۹ھ کا آخری سورج جب غروب ہو رہا تھا' علم حدیث کا یہ درخشندہ آفتاب بھی منوں مٹی تلے ابدی راحت کی نیند سو گیا۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اس قحط الرجال کے دور میں ایسی عظیم ہستی کا سایہ رحمت اور ظل عاطفت کا یکایک اٹھ جانا' پوری امت مسلمہ کے لیے عظیم سانحہ ہے' اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات میں پیہم ترقی عطا فرمائے' انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے' تمام پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے اور ہم سب کو حضرت کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔

ملائشیا کے ایک اسلامی بنک کا ڈھانچہ اور طریق کار

ملائشیا میں اسلامی بنک کا قیام مذہبی، سیاسی، قانونی، کاروباری، معاشی ہر اعتبار سے ہر پہلو پر مکمل غور کے بعد قائم کیا گیا ہے۔ اس لیے کئی اعتبار سے یہ اپنی جگہ بڑا مکمل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کارکردگی کے لحاظ سے آسان اور محفوظ بھی ہے۔ ملائشیا میں ۱۹۸۳ء میں حکومت نے اسلامی بینکنگ ایکٹ منظور کیا اور کمپنیز ایکٹ مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت اس کا قیام عمل میں آیا اور بطور ایک لیمٹڈ کمپنی قائم ہوا۔ اس کی کارکردگی کے شرعی پہلو کی نگرانی کے لیے ایک مذہبی نگراں کمیٹی بھی قائم کی گئی۔ دیگر اسلامی کمرشل بینکوں کی مانند یہ بینک بھی ایک تجارتی وجود ہے اور معاملہ قوانین کے تحت عمل کرتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام تین سیکٹروں میں منقسم ہے۔

(۱) سیاسی یعنی پبلک سیکٹر
(۲) تجارتی یعنی پرائیویٹ سیکٹر
(۳) اجتماعی ۔جی فلاح و بہبود سیکٹر

بینک کا ادا شدہ سرمایہ (پیڈ اپ کیپٹل) سات کروڑ ۹۹ لاکھ ڈالر ہے جو بینک کے ابتدائی ۲۷ حصہ داروں نے فراہم کیا ہے اور ان ہی ۲۷ حصہ داروں نے اس بینک کو تجارتی مقاصد کے لیے ایک کمپنی (شریک العنان) الشارکہ یعنی جوائنٹ وینچر کے طور پر قائم کیا ہے۔ بینک اپنے گاہکوں سے چار طرح کے ڈپازٹ وصول کرتا ہے۔

۱۔ کرنٹ اکاؤنٹ: جو الودیعہ اصولوں پر قبول کیے جاتے ہیں اور جنہیں ڈپازٹروں کی اجازت سے بینک اپنے استعمال میں لاتا ہے اور اس کے منافع سے اپنے اخراجات جس میں اسٹاف کی تنخواہیں وغیرہ بھی شامل ہیں، پورے کرتا ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے تمام منافع جات بینک کے اپنے ہوتے ہیں اور ڈپازٹرز کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن گاہک جب چاہیں اور جتنا چاہیں، سرمایہ بغیر کسی نوٹس کے نکال سکتے ہیں جس کے لیے بینک انہیں چیک بک اور پاس بک کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔

۲۔ سیونگ بینک اکاؤنٹ: یہ بچت کھاتے بھی الودیعہ اصولوں کے مطابق ہوتے ہیں جنہیں بینک اپنے گاہکوں کی اجازت سے اپنے استعمال میں لاتا ہے اور اس سے حاصل شدہ فائدے خود رکھتا ہے، گاہک جب چاہیں اور جتنی چاہیں، اپنی رقم بغیر نوٹس کے نکال سکتے ہیں۔ انہیں پاس بک بھی دی جاتی ہے، البتہ کرنٹ اکاؤنٹ کے برعکس بینک اس کھاتہ والوں کو اپنی مرضی سے اپنے منافع میں سے کچھ حصہ ہر چھ ماہ بعد دیتا رہتا ہے۔

۳۔ جنرل انویسٹ منٹ (عام اصل کاری) اکاؤنٹ: یہ المضاربہ کے اصول کے مطابق ان ڈپازٹروں کے لیے ہے جو اپنا سرمایہ اصل کاری کے لیے دینے پر رضامند ہوتے ہیں۔ ڈپازٹ ایک مخصوص مدت کے لیے ہوتے ہیں اور ایک، تین، نو، بارہ، پندرہ، اٹھارہ، چوبیس، چھتیس، اڑتالیس اور ساٹھ مہینوں کے لیے یا اس سے زیادہ مدت کے لیے فکسڈ ڈپازٹ کے طور پر ہوتے ہیں۔ بینک کا رول اصل کار اور گاہک کا رول سرمایہ فراہم کرنے کا ہے اور دونوں طے کر لیتے ہیں کہ بصورت منافع کس شرح سے اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ اس وقت بینک اپنے منافع میں سے ۷۰ فی صد گاہک کو منافع دے رہا ہے۔ بہ صورت نقصان گاہک پورا نقصان برداشت کرتا ہے۔ نیز یہ کہ گاہک سرمایہ کاری کے نظم ونسق اور اصل کاری میں کوئی حصہ نہیں لیتا اور نہ کوئی دخل دیتا ہے۔

اسپیشل انویسٹ منٹ اکاؤنٹ: (خصوصی اصل کاری کے کھاتے) بینک ملک کی حکومت یا کارپوریٹ گاہکوں سے اس پورٹ فولیو کے تحت سرمایہ قبول کرتا ہے اور یہ بھی المضاربہ اصول کے تحت ہوتا ہے لیکن اس کی اصل کاری اور منافع کی تقسیم کا تناسب اور شرح بذریعہ انفرادی مذاکرات طے ہوتی ہے۔ سرمایہ کے انتظام کے پیش نظر بجز خصوصی اصل کاری کھاتہ کے تمام گاہکوں کے حسابات یک جا کر کے پول کر دیے جاتے ہیں اور اس پول سے ہی تمام سرمایہ مختلف اصل کاریوں یا سرمایہ کاریوں میں لگایا جاتا ہے۔ اس پول سے حاصل شدہ منافع میں سے نقصان (اگر نقصان ہوا ہو) کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ منافع کو تینوں کھاتوں سے متعلق شرائط اور اصولوں کے مطابق ہر ڈپازٹر کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس تقسیم کا حساب ماہانہ بنیاد پر ہوتا ہے کیونکہ بینک ہر ماہ کے آخر میں اپنے حسابات کرتا ہے۔ یہ حسابات گزشتہ ماہ کی ۱۶ تاریخ سے بند مہینہ کی ۱۵ تاریخ تک کے ہوتے ہیں۔ بینک اپنے بچت کھاتے والے گاہکوں کو اختیاری منافع سال میں دو بار جنوری تا جون اور جولائی تا دسمبر کے حسابات پر دیتا ہے۔ اصل کاری کھاتہ کے گاہکوں کو ان کے ڈپازٹ کی میعاد کے اختتام پر منافع دیا جاتا ہے، اس سے پہلے نہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کے اصل کاری کے سرٹیفکوں کے مطابق (جو مختصر مدت کے ہوتے ہیں) بینک حکومت کو قرض حسنہ کے طور پر بھی روپیہ دیتا ہے۔ اس پر جو انعام حکومت کی طرف سے

بینک کو دیا جاتا ہے، وہ حکومت کی مرضی پر موقوف ہے۔ ان سرکاری سرٹیفکیٹوں کے علاوہ مختصر مدتی اصل کاری کا ایک اور ذریعہ اشیائے تجارت کی وعدہ خرید و فروخت ہے جو عموماً ایجنٹوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ڈپازٹوں کا بیشتر حصہ صنعتی سرمایہ کاری اور تجارتی سرمایہ کاری میں لگتا ہے جس سے کافی منافع حاصل ہوتا ہے۔ اس میں المضاربہ اصول کے تحت پراجیکٹ سرمایہ کاری کے مطابق بینک منصوبہ میں سو فی صدی سرمایہ لگاتا ہے۔ اس پراجیکٹ کا محرک اصل کار ہوتا ہے جو اس پراجیکٹ یا منصوبہ کا منتظم بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے انتظام میں بینک کوئی مداخلت نہیں کرتا لیکن بینک کو اس کی نگرانی اور حسابات کی چیکنگ کا اختیار ہے۔ اس منصوبہ سے حاصل شدہ منافع مذاکرات کے ذریعہ پیشگی طے شدہ کے مطابق باہم تقسیم کیا جاتا ہے۔ پراجیکٹ کی سرمایہ کاری المشارکہ اصول کے تحت بھی ہوتی ہے جو ایک جوائنٹ وینچر پراجیکٹ کے طور پر ہوتی ہے اس میں بینک پراجیکٹ کے منتظم کے ساتھ مل کر باہم رضامندی سے طے شدہ تناسب اور شرائط کے مطابق سرمایہ لگاتا ہے۔ باقی سرمایہ پراجیکٹ کے منتظم کو لگانا ہوتا ہے اور اس منصوبہ کے انتظام میں دونوں پارٹیاں برابر سے شریک ہوتی ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک پارٹی اپنا حق انتظام دوسرے کے حق میں ترک کر دے۔ بصورت منافع دونوں پارٹیاں طے شدہ شرح کے مطابق اور اپنے سرمایہ کے تناسب کے حساب سے باہم منافع تقسیم کر لیتی ہیں اور بصورت نقصان دونوں پارٹیاں اپنے حصہ کا نقصان برداشت کر لیتی ہیں۔

بینک ان افراد کی بھی مالی امداد کرتا ہے جو کوئی زمین یا جائیداد خریدنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس سرمایہ کی کمی ہے۔ بینک متعلقہ جائیداد پیشگی معاہدہ کے مطابق اس شخص کے لیے خریدے گا اور اسے اس شخص کو کرایہ پر دے گا۔ وہ شخص ہر ماہ کرایہ مع قیمت جائیداد کی مقرر قسط بینک کو دے دیا کرے گا۔ کرایہ کی رقم میں تخفیف، قیمت کی رقم میں قسط کی ادائیگی کے ساتھ تخفیف کے تحت ہوتی رہے گی یہاں تک کہ جب پوری قیمت ادا ہو جائے گی تو وہ جائیداد کا مالک بن جائے گا۔ کرایہ بینک کے منافع کے طور پر سمجھا جائے گا اور اقساط کی ادائیگی بھی ایک مدت معینہ کے اندر اندر ہوگی۔ یہ پوری کاروائی الاجارہ اصول کے تحت ہوتی ہے۔

ڈپازٹوں کا استعمال

بینک اپنے گاہکوں کو مختصر مدتی بنیاد پر تجارتی سہولیات بہم پہنچانے کے لیے بھی سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ یہ سرمایہ رواں سرمایہ کے طور پر ہوتا ہے۔ یہ سہولیات سرمایہ کاری سامان تجارت کی درآمد اور فروخت، مشینری اور برآمدی اشیاء کی برآمد، اسٹاک، مال نامہ، فالتو پرزوں اور نیم تیار اشیاء کے حصول میں بھی امداد دیتا ہے۔ ان سہولیات میں شامل ہیں:

(الف) ساکھ پروانہ (لیٹر آف کریڈٹ) مطابق الوکالہ، المشارکہ اور المرابحہ اصولات۔ اس کے مطابق گاہک بینک کو اپنے ساکھ پروانہ کی ضروریات کی اطلاع دے کر بینک سے درخواست کرتا ہے کہ وہ متعلقہ مطلوبہ اشیاء خریدے، درآمد کرے اور یہ کہ وہ ان مطلوبہ اشیاء کے پہنچنے پر المرابحہ اصول کے مطابق ان کو بینک سے خریدنے پر رضامند ہے۔ اس پر بینک کی ساکھ پروانہ قائم کر کے اپنے سرمایہ سے متعلقہ غیر ملک کے بینک کو حاصلات ادا کرے گا۔ مال کے پہنچ جانے پر بینک ان اشیاء کو گاہک کو المرابحہ اصول کے مطابق قیمت فروخت پر دے دے گا۔ جس میں اشیاء کی اصل قیمت اور منافع، اخراجات وغیرہ کا حصہ شامل ہوتا ہے۔ گاہک اس کا بھگتان یا اسی وقت نقد کر دے گا یا ملتوی ادائیگی پر کرے گا۔

(ب) پروانہ ضمانت (لیٹر آف گارنٹی) الکفالہ اصول کے مطابق بعض مقاصد کے لیے بینک اپنے گاہک کو پروانہ ضمانت کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ یہ پروانہ ضمانت کسی کام کے کیے جانے یا کسی قرض کی ادائیگی وغیرہ کی بابت جاری ہوتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ بینک ان سہولیات کے لیے گاہک سے مطالبہ کرے گا کہ وہ ایک مخصوص رقم کے ڈپازٹ بینک کے حوالہ کرے جنہیں بینک الودیعہ اصول کے مطابق قبول کرے گا۔ اس خدمت کے لیے گاہک سے بینک کچھ نہیں چارج کرتا ہے۔

(ج) رواں سرمایہ کاری مطابق اصول المرابحہ ذخیرہ، مالنامہ، اسٹاک، فالتو پرزوں یا نیم مکمل سامان، خام مال وغیرہ کی فراہمی کے لیے گاہک بینک سے سرمایہ کاری کی درخواست کرتا ہے اور بینک اس کو المرابحہ اصول کے مطابق سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ ان اشیاء کو پہلے بینک یا تو خود خریدتا ہے یا گاہک کو ہی اس سلسلے میں اپنا ایجنٹ بناتا ہے جو اس مال کو اپنی مرضی کے مطابق خرید کر بینک سے اس کی قیمت کی ادائیگی کراتا ہے۔ بعد ازاں بینک ایک اقرار شدہ قیمت پر جس میں قیمت خرید اور منافع دونوں شامل ہوتے ہیں، گاہک کو فروخت کرتا ہے اور گاہک کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس قیمت کا بھگتان بالعموم تیس دن، ساٹھ دن، نوے دن (یا جتنے بھی دن طے ہوں) کے اندر اندر کر دے۔

(د) ڈپازٹوں سے طویل مدتی اصل کاری

بینک اپنے گاہکوں کے ڈپازٹوں کا ایک مختصر حصہ (فی صد حصہ) طویل مدتی اصل کاری میں ایکوٹیز میں لگاتا ہے اور اس سے حاصل شدہ منافع انہیں شریک کرتا ہے۔

(ہ) دیگر خدمات

شریعت کے متفرق اصولوں کے مطابق بینک اپنے گاہکوں کو حسب دستور عام نوعیت کی خدمات بھی پیش کرتا ہے مثلاً ترسیل وتبادلہ زر

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

مولانا محمد عبد المنتقم سلہٹی

آہ! حضرت مولانا سبحان محمود رحمہ اللہ

مقتدر دینی ادارے جامعہ دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ حضرت مولانا سبحان محمود صاحب (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ) مورخہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء کی صبح تقریباً ساڑھے دس بجے اس خار زار زیست سے رحلت فرما کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا مفتی سبحان محمودؒ کا شمار ان اکابر اولیاء اللہ اور محقق علماء میں ہے جنہوں نے اپنی حیات مستعار کے شب وروز علم دین کی خدمت اور مسلمانوں کے اعمال واخلاق کی اصلاح کے لیے وقف کر دیے تھے، اور جو جملہ دینی علوم کے عظیم شناور ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کی جامع تعلیمات کا دلکش عملی نمونہ تھے۔

شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود، اپنی عمر کے ۲۳ یا ۲۴ سال گزارنے کے بعد دارالعلوم کراچی تشریف لائے اور زندگی کی کم وبیش ۷۳ بہاریں دیکھ کر اس جہان آب وگل سے ہمیشہ کے لیے عالم آخرت کی طرف سدھار گئے، دارالعلوم کراچی میں ان کی ہمہ تن مشغولیت کا زمانہ ۴۸ سال کی طویل مدت پر محیط تھا، اس دوران انہوں نے جہاں اپنی فقید المثال علمی صلاحیت، قابل رشک تدریسی مہارت اور بے پناہ انتظامی کمال کو لوہا منوایا، وہاں انہوں نے اپنے رقیق قلب، محبوب دل اور مفکر دماغ سے مخلوق خدا کی ایک بہت بڑی تعداد کی اصلاح اعمال اور تزکیہ اخلاق کا فریضہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ تقویٰ اور حسن کردار ان کے نورانی چہرے کا خط وخال تھا، لوگ ان سے ملاقات اور صرف ایک مرتبہ ان کے دیدار کو اپنے لیے باعث عزت و سعادت خیال کرتے تھے، ان کے علوم وفیوض کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی قبولیت کا شرف بخشا تھا، دارالعلوم کراچی میں وہ تقریباً ۳۵ سال کا طویل عرصہ شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز رہے، ان کا درس بخاری شریف، پاکستان ہی میں نہیں، پورے برصغیر کے علماء اور طلباء میں مقبول عام تھا، پاکستان کے دور دراز علاقوں اور بعض دیگر ممالک کے طلبہ ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم کراچی حاضر ہوئے تھے، حضرت کا درس انتہائی مدلل اور جامع ہوا کرتا تھا، جس میں بڑے بلیغ پیرائے میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ کلام اور سلوک واحسان کے سارے ضروری مباحث بیان ہوتے تھے، لیکن زبان وادب کی چاشنی، انداز بیان کی شیرینی اور طرز ادا کی دلاویزی کی وجہ سے ان بھاری بھرکم اور سنجیدہ علمی مباحث میں بھی زندہ دلی اور شگفتگی کی ایسی بہار محسوس ہوتی تھی جس پر کبھی خزاں کا تصور نہیں ہوتا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود کے سلیس وجامع دروس قرآن اور مختلف مواقع کی مناسبت سے دینی موضوعات پر تقریریں ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتی تھیں اور بڑے شوق وتوجہ سے سنی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت، ہر ہفتے مختلف اصلاحی مجالس سے پیش قیمت نصیحتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے، اور سوز دل سے نکلا ہوا آپ کا ہر کلمہ لوح دل پر منقش ہوتا تھا اس طرح تشنگان رشد وہدایت کی بہت بڑی تعداد ان مجالس سے برابر سیراب ہوتی تھی۔

حضرت شیخ الحدیث کے علمی و تحقیقی کمالات اور اخلاقی و روحانی اوصاف، مبالغہ موجودہ صدی کی تاریخ کا ایسا ناقابل فراموش باب ہیں، جس کا اجمالی ذکر کرنے کے لیے بھی ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے، حضرت کے حکیمانہ ملفوظات، عبرت ونصیحت پر مشتمل گرانقدر مواعظ اور ایمان افروز سبق آموز واقعات (جن کا بہت بڑا خزانہ کیسوں، تحریروں اور متعلقین کی یادوں کے دریچے میں محفوظ ہے) کی اشاعت کا اگر خاطر خواہ انتظام کیا جائے تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہو سکتی ہیں، تصنیف وتالیف کے میدان میں انہوں نے جو منفرد اور قابل قدر خدمات انجام دیں، وہ متعدد تحقیقی مقالات اور بصیرت افروز وعبرت آموز اصلاحی مضامین کی شکل میں محفوظ ہیں، حضرت کی تصانیف کا یہ مفید سرمایہ ان شاء اللہ ہمارے علمی، تحقیقی اور ادبی لٹریچر میں گرانمایہ اضافہ ثابت ہوگا۔

حضرتؒ علم سے کہیں زیادہ توجہ عمل پر دیتے تھے "عمل صالح" ان کے محبوب ترین الفاظ تھے اور خود وہ عمل صالح کا حسین ترین پیکر تھے، نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ کے اہتمام کا عالم یہ تھا کہ برسوں بعد کبھی تکبیر اولیٰ فوت ہونے پاتی۔ راقم الحروف نے ۶ سال کے طویل عرصے میں صرف ایک حضرت کو فجر کی نماز میں مسبوق ہوتے ہوئے دیکھا ہے، سالہا سال حضرت کی صحبت میں وقت گزارنے والے گواہی دیں گے کہ کبھی حضرت والا کی زبان ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتی تھی، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر وقت زبان پر اللہ کا ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت جاری رہتی تھی، بعض

بقیہ صفحہ ۱۰ پر

مولانا محمد ادریس ڈیروی

انسانی وحدت و مساوات اور اسلام

اسلام ایک ایسا عظیم الشان طرز حیات ہے جس میں انسانیت کے لیے درکار ہر خیر وخوبی بھرپور انداز اختیار کیے ہوئے ہے' اس چمن میں ہر طرف امن وعافیت کے پھول کھلے ہوئے ہیں' یہاں حق وصداقت پورے کروفر کے ساتھ موجود ہے' ہمدردی وایثار گل رعنا کی طرح تازہ ہے' عدل وانصاف اور حریت فکر کی خوشبو اس گھر کے آنگن میں مہک رہی ہے' یہ وہ بستی ہے کہ جہاں شرافت انسانی کو مکمل تحفظ حاصل ہے' یہ ایک ایسا ملک ہے کہ اس میں اخوت وبھائی چارے کا سکہ چلتا ہے اور عفو ودرگزر بڑی اہمیت رکھتا ہے اور یہ ایک ایسا وطن ہے جس سے نسلی تفاخر' لسانی عصبیت اور قبائلی برتری کو دیس نکالا دے کر وحدت ومساوات کی حکمرانی قائم کر دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر (ترجمہ) اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ ایک دوسرے کی پہچان کر سکو' بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے عزت والا وہ ہے جو پرہیز گار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مساوی درجہ عطا کیا لیکن انسانوں نے باہمی تفریق پیدا کر کے دنیا سے مساوات کو معدوم کر دیا اور انسان نے انسان کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک کیا' اس کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

اسلام سے قبل روم کی حالت زار

اسلام کی آمد سے قبل رومیوں کے آئین حکمرانی بالکل قساوت اور سراسر وحشت پر مشتمل تھے۔ ان کی شجاعت' دور اندیشی اور قومی غیرت عین اسی طرح تھیں جس طرح چوروں اور رہزنوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی وطن پرستی سراپا وحشت تھی جس میں حرص وطمع اور اجنبی لوگوں کے ساتھ عداوت وکینہ پروری بھری ہوئی تھی' شرافت ووقار کو چھلنی کر دیا گیا تھا' رومی عظمت وفضیلت ان اعمال کو دیتے جو بذریعہ تازیانہ وتلوار کے کیے جاتے تھے اور اسیران جنگ کو عذاب اور قید کا شکار بنایا جاتا تھا۔

ان کے مظالم کا یہ عالم تھا کہ جس وقت کسی شخص کے بارے میں ان کو یہ علم ہوتا کہ وہ اس قید بامشقت سے نجات حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے تو وہ فوری طور پر اس کے خلاف الحاد وارتداد کا فتویٰ دے کر اس کو آگ میں جلا دیتے تھے یا ایسے دردناک عذاب میں جھونک دیتے تھے جس کو دیکھنے سے حیوان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

ایران میں اخلاقی انحطاط

ایران کے اخلاقی انحطاط کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ وہاں کے ایک حکمران یزدگرد نے اپنی لڑکی سے شادی رچا لی تھی اور خود اپنی لخت جگر کو بیوی بنا رکھا تھا' باقی رہا عدل وانصاف تو آپ اس سے اندازہ کریں کہ ایرانی حکمران دعویٰ کرتے تھے کہ ان کی رگوں میں خدائی خون دوڑ رہا ہے اور ایرانی عوام بھی انہیں ان نظروں سے دیکھتے تھے کہ گویا خدا ہیں۔

اونچ نیچ کا فرق' طبقاتی تفاوت اور پیشوں کی تقسیم ایرانی سوسائٹی کا نظام حیات تھا جس میں تبدیلی ممکن نہ تھی۔

یونان میں مساوات کا قتل

یونان قدیم کے اسپارٹی حکمرانوں نے مالکان اراضی کے تمام اختیارات غصب کر کے ملک کے تمام زرخیز رقبہ کو مساوی ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر شخص کو ایک ٹکڑا سونپ رکھا تھا۔ ہر ٹکڑے کا رقبہ اتنا تھا کہ اس میں سالانہ ستر' اسی من گندم پیدا ہو سکے۔ اس گندم کے پیدا کرنے کا کام ہیلاٹ قوم کے لوگوں کو سونپا گیا تھا جو یونان کی قدیم قوم تھی جسے اسپارٹی قوم نے اس طرح غلام بنایا ہوا تھا جس طرح ہندوستان میں آریوں نے اچھوت اقوام کو اپنا خادم بنایا۔ ہیلاٹ گندم پیدا کرتے اور اسپارٹی مزے اڑاتے۔

تاریخ انسانی میں چشم فلک نے اس سے زیادہ گھناؤنا عمل نہیں دیکھا ہوگا کہ اسپارٹی نوجوانوں کو قانونی طور پر اجازت تھی کہ وہ ہیلاٹ قوم کے لوگوں کا شکار کھیلیں' ان پر حملہ آور ہو کر قتل کریں اور ان کے تڑپنے کا تماشہ دیکھیں۔

ہندوستان میں ذات پات کی تفریق

روم' ایران اور یونان کی طرح ہندوستان میں بھی عدل ومساوات کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور یہاں یہ قانون رائج تھا کہ دنیا میں برہمن سب سے افضل' نجات کا مستحق اور دھرم کے خزانے کا مالک ہے۔ دنیا میں سب کچھ

برہمنوں کے واسطے ہے' برہمن کی مہربانی سے چھتری لوگ بھی چین وسکون کرتے ہیں۔

برہمن خواہ عالم ہو یا نہ ہو' بڑا دیوتا ہے۔ اگرچہ برہمن دنیاوی کاموں میں بہت ساری غلطیوں کا مرتکب ہوتا ہے پھر بھی پرستش کے قابل ہے۔ اگر شودر برہمن کو چور کہے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ ڈالنا چاہیے۔ برہمن کا کام وید (مذہبی کتاب) پڑھنا اور ٹیکس لینا ہے اور چھتری کا کام رعایا کی حفاظت کرنا' ویش کا کام زراعت وتجارت اور شودر کا کام ہرستہ ذاتوں کی خدمت کرنا ہے۔

درج بالا چند ایک جھلکیوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں عدل ومساوات کا کیا حشر کیا جاتا تھا۔

عرب کا دور جاہلیت

اسلام سے قبل عرب کی حالت بھی بہت دگرگوں تھی' خون ریزی اور فسادات وہاں کا عام معمول تھا' بدنظمی کا دور دورہ تھا' انتشار اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ قبائلی جنگیں سالہا سال جاری رہتی تھیں۔ چھوٹی سی بات پر جھگڑا ہوتا اور اس کے بعد پورے کا پورا خاندان تہ تیغ کر دیا جاتا' طاقت ہی وہاں کا قانون اور رائج الوقت سکہ تھا۔ اپنے آباؤ اجداد کے مکمل حالات وواقعات سے باخبر رہنے' اپنے اور جانوروں کے شجرہ ہائے نسب اور اشعار کے بیش بہا ذخیرے ازبر کرنے والے ذہین وفطین لوگ عدل ومساوات اور ایثار ومروت ایسی عظیم نعمتوں سے یکسر محروم تھے۔ یہ بات نہایت عبرت انگیز ہے کہ ذہانت وفطانت ان کو امن وامان سے بہرہ ور نہ کر سکی تھی۔

عربوں کے پیدا ہوتے ہی ان کے کانوں میں رزمیہ اشعار کی لے گونجتی' وہ جنگی ماحول میں پرورش پاتے' لڑکپن کے مراحل تلوار کی چمک دمک میں طے ہوا کرتے۔ نسلی تفاخر' لسانی تفریق اور قبائلی عصبیت کا چشمہ لگا کر میدان جنگ میں کود پڑتے۔ جوانی نہ ختم ہونے والی لڑائیوں کی نذر ہو جاتی' پھر بھی یہ کشمکش جاری رہتی یہاں تک کہ زندگی کی شام ہو جاتی۔

طلوع اسلام اور انسانی مساوات

اسلام کا سورج طلوع ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے عرب کی دھرتی روشن ہو گئی۔ ظلم وجور کے اندھیرے چھٹ گئے۔ پسی ہوئی انسانیت سنبھلنے لگی' فتنہ وفساد کے سوتے خشک ہو گئے۔ شیطنت وشرپسندی کا جہنم ٹھنڈا پڑ گیا۔ طبقاتی تفریق' نسلی غرور' نخوت اور لسانی وعلاقائی عصبیتوں کے امنڈتے ہوئے طوفان تھم گئے۔ اصلاح وتبلیغ کا پرچم بلند ہوا۔ ادیان سابقہ کی تصدیق کی گئی۔ آسمانی صحیفوں کا احترام سکھایا گیا اور تمام انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کی تلقین کی گئی۔ تحریف والحاد کا پردہ چاک کیا گیا اور انسان کو یہ درس دیا گیا کہ پرہیزگاری کے علاوہ کسی انسان کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہیں۔ تمام انسان بنیادی طور پر شرافت وکرامت میں برابر ہیں۔ بلاشبہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانی مساوات کا حقیقی طور پر علمبردار ہے۔

بقیہ: ملائشیا کا اسلامی بنک

بصورت ڈرافٹ' ہنڈی وغیرہ۔ غیر ملکی زرمبادلہ کی خرید وفروخت اور کرنسی کا ایک دوسرے سے ایکس چینج۔ ٹریولز چیکس کی فروخت جو اندرون ملک اور بیرون ملک دونوں کے لیے ہوتے ہیں۔ اصل کاری رپورٹ فولیو انتظامیہ' متولی (ٹرسٹی) اور نامزد کمپنی سروس وغیرہ۔

(بہ شکریہ مجلہ بحث ونظر پٹنہ)

بقیہ: تعارف وتبصرہ

۲۔ **درود وسلام کا مقبول وظیفہ** اس میں درود وسلام کے بارے میں چالیس احادیث جمع کی گئی ہیں۔

۳۔ **اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں** یہ خواتین کی دینی ذمہ داریوں کے بارے میں شیخ تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کا تحریر فرمودہ رسالہ ہے۔

۴۔ **اصلاحی کہانیاں** اس کتابچہ میں ڈاکٹر زاہد الحق قریشی کی تحریر کردہ اصلاحی کہانیاں شائع کی گئی ہیں جن کا مقصد لوگوں میں دینی واصلاحی کا ذوق بیدار کرنا ہے۔

۵۔ **تعلیمی چہل حدیث** یہ تعلیم کی اہمیت پر حضرت مولانا وحید الدین قاسمی کی مرتب کردہ چالیس احادیث کا مجموعہ ہے۔ جس کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ حفظ قرآن کریم کے ساتھ بچوں کو پڑھانا چاہیے۔

۶۔ **پیارے نبی کی پیاری چاہت** اس عنوان کے تحت سورۃ الفاتحہ' سورۃ یاسین اور سورۃ الملک کو خوبصورت انداز میں باترجمہ شائع کیا گیا۔

۷۔ **ٹھیلے والے کی نماز** یہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کا ایک بصیرت افروز خطبہ ہے جس میں انہوں نے نماز کے دوران دل ودماغ میں آنے والے وساوس کے اسباب بیان کرتے ہوئے ان کا علاج تجویز فرمایا ہے۔

عالم اسلام

چینی مسلمانوں کی حالت زار

لندن (خبری ذرائع) انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے چین پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ ملک کے شمال مغربی علاقوں میں شہریوں بالخصوص مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہی ہے۔ یہاں جاری کردہ ایک رپورٹ میں تنظیم نے کہا کہ گزشتہ دو سال کے عرصہ میں مسلمان اکثریت کے صوبے سنکیانگ میں ۱۲۱۰ افراد کو موت کی سزا سنائی جا چکی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سنکیانگ چین کا واحد علاقہ ہے جہاں لوگوں کو بڑے پیمانے پر موت کی سزائیں دی جا رہی ہیں جن میں اکثریت سیاسی قیدیوں کی ہے جن کے ساتھ ان کے نو عمر بچوں کو بھی قید میں ڈالا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس صوبے میں آزادی کا مطالبہ کرنے والوں کی تحریک کو بیدردی سے کچلنے کی کوشش کی گئی اور صرف گزشتہ ایک سال کے دوران ۱۹۰ مسلمانوں کو پھانسی دے دی گئی۔ دریں اثناء چینی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ان الزامات کو مسترد کرتے ہوئے گمراہ کن قرار دیا ہے۔

(ہفت روزہ ضرب مومن کراچی۔ ۳۰ اپریل ۹۹ء)

ترکی میں اسلام پسند پارٹی پر پابندی کا امکان

انقرہ (اف پ) ترکی کی اسلامی ریاست جماعت فضیلت پارٹی پر پابندی کے لیے آئینی عدالت میں ریفرنس دائر کر دیا گیا۔ سرکاری پراسیکیوٹر نے ترکی کے آئین کے آرٹیکل ۶۸ اور ۶۹ کے تحت فضیلت پارٹی پر پابندی لگانے کے لیے سات صفحات پر مشتمل الزامات کی تفصیل کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔ ترکی آئین کے آرٹیکل ۶۸ اور ۶۹ کے تحت کسی بھی پارٹی کو ترکی میں جمہوری اور سیکولر حیثیت کے خلاف کام کرنے پر سزا کی جا سکتی ہے۔ دائر کی گئی اپیل میں آئینی عدالت سے درخواست کی گئی ہے کہ ملک کی سیکولر اور جمہوری آئینی روایات کی خلاف ورزی پر فضیلت پارٹی کو اپنی سرگرمیاں بند کرنے اور پانچ سال کے لیے پابندی لگانے کا حکم دیا جائے۔ سرکاری پراسیکیوٹر کے موقف کے مطابق فضیلت پارٹی کے ارکان اور رہنماؤں نے آئین کے آرٹیکل ۲ اور ۲۴ کی بھی خلاف ورزی کی ہے اور آئین سے متصادم سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی تھیں جن میں مذہبی اور عقیدے کی آزادی کا حصول شامل تھا۔ فضیلت پارٹی کے خلاف پابندی کے لیے ریفرنس پارلیمنٹ میں اس پارٹی کی مسلم خاتون رکن کے سکارف باندھ کر اجلاس میں آنے اور پھر سکارف اتارنے سے انکار کرنے کے دو یوم بعد دائر کیا گیا ہے۔ اس سے قبل گزشتہ برس ترکی میں رفاہ پارٹی پر بھی اسلام پسند ہونے کی بنا پر پابندی لگا دی گئی تھی۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۸ مئی ۹۹ء)

برطانیہ میں مسلمانوں کا مستقبل

لندن (کے پی آئی) برطانیہ کی حکومت نے برطانیہ کے مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت تسلیم کر لی ہے اور آئندہ مردم شماری فارم میں مذہب کا خانہ بھی شامل کیا جائے گا۔ اس بات کا اعلان برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے مسلمانوں کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجتماع کا اہتمام مسلم ایسوسی ایشن آف برطانیہ نے کیا تھا جس میں ساڑھے تین سو سے زیادہ مسلمانوں نے شرکت کی۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ برطانیہ بالخصوص مغرب مسلمانوں کے بارے میں نا مناسب رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو انتہا پسند قرار دیا جاتا ہے کہ مغرب کو مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں۔ برطانیہ میں مسلمان معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمیں مسلمانوں کے بارے میں اپنے رویے اور سوچ کو بدلنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے بارے میں ہمیں اپنے رویے پر افسوس ہے اور اسلام رواداری کا مذہب اور اس سے کسی کو خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلمان کو ان کا جائز مقام دیا جائے اور ان کی حیثیت تسلیم کی جائے اسی لیے ۲۰۰۳ء کی مردم شماری فارم میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے گا۔ کوسوو کے مسلمان اب بھی اپنے گھروں میں جا سکیں گے۔ ٹونی بلیئر نے کہا کہ ہمارا یہ پختہ عزم ہے کہ ہم اس وقت تک صدر میلا زووچ سے کوئی سمجھوتہ اور کوئی سودا نہیں کریں گے جب تک وہ ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کر لیتے ان مطالبات میں سر فہرست بات یہ ہے کہ کوسوو کے مسلمانوں کو باعزت طور پر اور با حفاظت اپنے گھروں کو پہنچایا جائے، ان کے غصب شدہ حقوق انہیں دیے جائیں، ان کی حفاظت کے لیے بین الاقوامی امن فورس تعینات کی جائے اور مسئلہ کوسوو کے حل کے لیے صدر میلا زووچ عالمی رائے عامہ کا احترام کریں۔ مسلمانوں کے اس اجتماع میں برطانوی وزیر داخلہ کے علاوہ کئی دوسرے وزراء بھی موجود تھے۔ اجتماع کا آخر میں کوسوو سے بے گھر ہونے والے دو بچوں کے اسٹیج پر آ کر ایک نغمہ

سنایا جس میں کوسوو کے شہریوں پر مظالم کی تصویر کشی کی گئی تھی۔ یہ نغمہ اتنا اثر انگیز ثابت ہوا کہ ٹونی بلیئر کی اہلیہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکیں اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ٹونی بلیئر نے برطانوی مسلمانوں کے جذبے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی مسلمانوں نے کوسوو کے مہاجرین کے لیے ایک لاکھ پاؤنڈ رقم دی ہے' یہ جذبہ قابل ستائش ہے اور حکومت نے اسی جذبے کو دیکھتے ہوئے کوسوو کے مہاجرین کے لیے دو کروڑ پاؤنڈ کے بجائے اب چار کروڑ پاؤنڈ رقم بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور۔ ۷ مئی ۹۹ء)

عالمی شریعت کونسل کا قیام

اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ آرگنائزیشن فار اسلامک فنانشل انسٹی ٹیوشنز (اے اے او آئی ایف) نے اسلامی بینکنگ کے متنازع امور پر غور کے لیے عالمی شریعہ کونسل تشکیل دی ہے۔ کونسل اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے حوالے سے شرعی مسائل پر غور کرے گی۔ کونسل کے آئین کے مطابق کونسل کے اراکین کی تعداد ۱۵ تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ تاہم فی الوقت ۹ اراکین کو نامزد کیا گیا ہے جن میں قطر کے ڈاکٹر یوسف القرضاوی' سوڈان کے پروفیسر صادق محمد الامین الدریر' پاکستان کے جسٹس محمد تقی عثمانی' شام کے ڈاکٹر وہبہ الزحیلی' سعودی عرب کے شیخ عبد اللہ بن بائی' مصر کے شیخ عبد الرزاق ناصر محمد' کویت کے ڈاکٹر عاجل جسیم آل نشامی' سعودی عرب ہی کے ڈاکٹر عبد الرحمن بن صالح اور ملائیشیا کے شیخ الغزالی بن عبد الرحمن شامل ہیں۔ کونسل کا پہلا اجلاس ۲۷ فروری کو بحرین میں ہوا جس میں چیئرمین اور نائب چیئرمین کے انتخاب کے علاوہ طریقہ کار اور رواں سال کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے۔ اے اے او آئی ایف کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے چیئرمین شیخ ابراہیم الخلیفہ نے اپنے خطاب میں اس پس منظر سے آگاہ کیا جس کے باعث شریعہ کونسل کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ انہوں نے اس امید کا بھی اظہار کیا کہ کونسل مسلم امہ کے مالیاتی شعبے میں شرعی اصولوں کے نفاذ میں کلیدی کردار ادا کرے گی۔ پاکستان کے جسٹس محمد تقی عثمانی کو کونسل کا چیئرمین اور سعودی عرب کے شیخ عبد اللہ بن مینمیو کو وائس چیئرمین منتخب کیا گیا جبکہ سوڈان کے ڈاکٹر رفعت عبدالکریم کونسل کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کریں گے۔ کونسل کے چیئرمین جسٹس محمد تقی عثمانی نے کونسل کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً تمام بینکوں کے اپنے شرعی سپروائزر ہیں اور ان بورڈ کی بیشتر رولنگز ایک جیسی ہیں لیکن بعض امور میں مختلف شرعی بورڈز کی رولنگز میں تضاد ہے' آراء کے اس فرق کے نتیجے میں اسلامی مالیاتی پیداوار کا معیار متاثر ہوتا ہے اور جس سے اسلامی بینکاری کی کارکردگی میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں' اسلامی بینکاری کے کاز سے دلچسپی رکھنے والے افراد عموماً یہ محسوس کرتے تھے کہ ایک اعلیٰ شرعی کونسل ہونی چاہیے جو متنازع امور پر غور کرے اور ان کا حل پیش کرے۔ بعد ازاں کونسل نے اپنے قواعد کی منظوری دی اور تین سب کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جسٹس محمد تقی عثمانی (پاکستانی) کی سربراہی میں کمیٹی کونسل کی طرف سے بھیجے جانے والے مختلف موضوعات پر فتووں کے ڈرافٹ تیار کرے گی دیگر ممبران میں سعودی عرب سے شیخ عبد اللہ بن سلیمان المنائی' مصر سے شیخ عبد الرزاق ناصر محمد' بحرین سے شیخ نظام یعقوبی اور سوڈان سے ڈاکٹر احمد علی عبد اللہ شامل ہیں۔ تیسری کمیٹی شرعی نکتہ نگاہ سے اکاؤنٹنگ کے معاملات کا جائزہ لے گی اس کے سربراہ سوڈان کے پروفیسر صدیق محمد الامین الدریر ہوں گے جبکہ دیگر ممبران میں شیخ الغزالی بن عبد الرحمن (ملائشیا) ڈاکٹر عبد الستار (شام) اور ڈاکٹر عبدالغفار الشریف (کویت) شامل ہیں۔ دریں اثنا کونسل حالیہ برس کے لیے اپنا منصوبہ تیار کرے گی اور پہلی ٹرم کے لیے قابل ریسرچ موضوعات کا چناؤ ہو گا۔

—————— بقیہ: کلمہ حق ——————

مولانا اکرام الحق خیری نے ناشتے پر تینوں جماعتوں کے راہنماؤں کو جمع کیا اور پھر شام کو جامع مسجد توحید گلشن حدید کراچی میں مولانا احسان اللہ ہزاروی کو دعوت پر جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں اور پاکستان شریعت کونسل کے راہنماؤں نے جلسہ عام سے خطاب کیا خطاب کرنے والوں میں مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا حافظ حسین احمد' مولانا اکرام الحق خیری' خواجہ شرف الاسلام ایڈووکیٹ' مولانا عبد الرشید انصاری' مولانا احسان اللہ ہزاروی اور راقم الحروف شامل تھے۔

کراچی کے جماعتی احباب ایک عرصہ کے بعد پرانی اور متحدہ جمعیت علماء اسلام کے سرکردہ راہنماؤں کو ایک بار پھر اکٹھا دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور ان کے چہروں پر یہ خواہش بار بار جھلک رہی تھی کہ اے کاش جمعیت علماء اسلام ایک بار پھر متحد ہو جائے تا کہ علماء حق کی کھوئی ہوئی قوت اور کردار کی بحالی کا کوئی راستہ نکل آئے۔

تعارف و تبصرہ

رئیس التحریر

سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ

نومبر ۱۹۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت نے پاکستان میں رائج سودی قوانین کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد انہیں غیر دستوری قرار دے کر حکومت کو ان کے متبادل اسلامی قوانین نافذ کرنے کی ہدایت جاری کی تھی جسے سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا اور سپریم کورٹ کے حکم امتناعی کی وجہ سے ان سودی قوانین کا تسلسل ابھی تک قائم ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے اس تاریخی فیصلہ کا اردو ترجمہ صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی نے شائع کیا ہے جو دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور ان دنوں اسی فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں حکومت کی رٹ کی سماعت جاری ہے۔

علماء کرام، طلباء اور دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور کارکنوں کو اس فیصلہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

التجائے سفر

جامعہ فاروقیہ فیصل کالونی کراچی کے استاذ جناب ابن الحسن عباسی کے مختلف مضامین کا مجموعہ کلیہ عمر فاروق بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۵ نے شائع کیا ہے جس میں دینی مدارس کے نصاب ونظام، طالبان، دینی صحافت اور دیگر عنوانات پر فکر انگیز مضامین شامل ہیں۔ فاضل مضمون نگاری کی تمام آراء سے اتفاق ضروری نہیں ہے البتہ ان کا تحقیقی ذوق قابل داد ہے۔ پونے دو سو صفحات پر مشتمل اس مجموعہ مضامین کو مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ماہنامہ نور علیٰ نور

مولانا عبد الرشید انصاری کا نام ملک کی دینی صحافت میں بہت پرانا ہے اور وہ مختلف دینی جرائد میں اپنی مہارت کے جوہر دکھا چکے ہیں، انہوں نے "نور علیٰ نور" کے نام سے نئے ماہانہ جریدہ کا کراچی سے آغاز کیا ہے جس کا دوسرا شمارہ اس وقت ہمارے سامنے ہے جو اپنی گیٹ اپ، مواد اور حسن طباعت کے لحاظ سے ان کے مخصوص ذوق کا آئینہ دار ہے۔

جریدہ کا سالانہ زر خریداری ایک سو بیس روپے ہے اور خط وکتابت کا پتہ یہ ہے۔ مسجد عائشہ صدیقہؓ سیکٹر 11-B نارتھ کراچی۔ فون 6996518

اسلامی عقائد واعمال

پاکستان کونسل کے امیر اور جامع انوار القرآن 11-C-1 کراچی کے مہتمم حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے نماز مترجم کے ساتھ اسلامی عقائد و اعمال کا مختصر خلاصہ اور روزہ مرہ معمولات کی دعاؤں پر مشتمل ایک پچاس صفحات کا مجموعہ مندرجہ بالا عنوان کے ساتھ شائع کیا ہے۔ عام مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کے لیے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

اسلام اور ٹیلی ویژن

ٹیلی ویژن آج کے دور کا موثر ترین ذریعہ ابلاغ ہے۔ لیکن جن مقاصد کے لیے زیادہ تر استعمال ہو رہا ہے، وہ منفی ہیں اور اس سے نئی نسل کے اخلاق اور کردار پر مسلسل برا اثر پڑھ رہا ہے۔ مولانا خالد محمود کمبوہ نے اس کتابچہ میں ٹی وی کی خرابیوں اور اس کے شرعی نقصانات کا جائزہ لیا ہے۔ ایک سو صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ اولاد تعمیر اخلاق منڈیالہ تیکہ ضلع گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے۔

مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت

یہ تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ کا ایک تاریخی خطاب ہے جس میں انہوں نے امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مسلمانوں کو بحیثیت امت اپنا کردار ادا کرنے کی دعوت دی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر شاہ نواز عارف صاحب نے شائع کیا ہے اور اسے انجمن خدام الدین لاوہ ضلع چکوال سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

مبین ٹرسٹ کے مفید رسالے

مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس ۱۰۷۴ اسلام آباد نے مختلف دینی موضوعات پر خوبصورت کتابچے طبع کرا کے تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اس وقت ان کی مندرجہ ذیل مطبوعات ہمارے سامنے ہیں۔

۱۔ **اعلان جنگ** اس میں سود کی مختلف صورتوں اور ان کے شرعی حکم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ حضرت مولانا عبد الرشید لاہوری کا تحریر کردہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵ پر

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے عملی نفاذ کے لیے
انتخابی اور گروہی سیاست سے الگ تھلگ رہتے ہوئے
رائے عامہ کی بیداری' علماء وکارکنوں کی ذہن سازی اور دینی حلقوں میں رابطہ ومفاہمت کا فروغ

پاکستان شریعت کونسل

کا مقصد قیام اور اساسی ہدف ہے اور کسی بھی دینی وسیاسی جماعت سے وابستہ حضرات اس میں شامل ہو کر فکری' نظریاتی اور علمی جدوجہد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ البتہ پاکستان شریعت کونسل کے دستور میں صرف اتنی شرط عائد کی گئی ہے کہ اس کا کسی بھی سطح کا امیر یا جنرل سیکرٹری کسی دوسری جماعت کا عہدہ دار نہیں ہوگا۔

ملک بھر میں پاکستان شریعت کونسل کی رکن سازی جاری ہے

فارم رکنیت اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل حضرات سے رابطہ کریں

پنجاب	مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر	مسجد امن باغبانپورہ۔ جی ٹی روڈ۔ لاہور
سندھ	مولانا سیف الرحمٰن ارائیں	جامعہ مفتاح العلوم۔ سائٹ ایریا۔ حیدر آباد
سرحد	مولانا حفیظ الرحمٰن المدنی	جامعہ معراج العلوم۔ بنوں
بلوچستان	مولانا تخی داد خوستی	چینی مسجد۔ شیخ آباد۔ ژوب
آزاد کشمیر	مولانا عبدالحی	مدنی مسجد۔ دھیر کوٹ۔ ضلع باغ
اسلام آباد	مولانا قاری میاں محمد نقشبندی	جامع مسجد سیدنا ابراہیم ۔ واپڈا کالونی۔ H/8

اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ نفاذ اسلام کے حوالہ سے لوگوں کی ذہن سازی علماء کرام اور دینی کارکنوں کی فکری و عملی تربیت اور اسلام دشمن قوتوں اور اداروں کی سرگرمیوں کی نشان دہی اور تعاقب کی ضرورت ہے تو ہمارے ساتھ اس جدوجہد میں شریک ہوں اور اپنی صلاحیتوں' توانائیوں اور وسائل کے ساتھ اسے آگے بڑھائیں۔

منجانب: مولانا فداء الرحمٰن درخواستی' امیر — جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن 11-C-T نارتھ کراچی
ابو عمار زاہد الراشدی' سیکرٹری جنرل — مرکزی جامع مسجد۔ پوسٹ بکس ۳۳۱۔ گوجرانوالہ

پاکستان شریعت کونسل

REGD. NO. CPL 368	Fortnightly **AL-SHARIA** Gujranwala	E-mail alsharia@paknet4.ptc.pk

الشریعہ اکیڈمی

ہاشمی کالونی، کنگنی والا، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

----- زیر سرپرستی -----

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

----- زیر نگرانی -----

مولانا زاہد الراشدی

☆ مجوزہ تعلیمی پروگرام ☆

○ پرائمری پاس بچوں اور بچیوں کے لیے پانچ سالہ کورس جس میں حفظ قرآن کریم، عربی گرامر کے ساتھ ترجمہ قرآن پاک، دیگر ضروری دینی تعلیم، میٹرک کی تیاری اور کمپیوٹر ٹریننگ شامل ہے۔

○ درس نظامی کے فضلاء کے لیے ایک سالہ تربیتی کورس جس میں تقابل ادیان و نظریات، تاریخ اسلام، اسلامی نظام حیات، کمپیوٹر ٹریننگ اور تحریر و تقریر کی مشق کے ساتھ نان میٹرک فضلاء کو میٹرک کی تیاری اور میٹرک پاس فضلاء کو ایف اے کی تیاری کا پروگرام شامل ہے۔

○ عام شہریوں بالخصوص وکلاء، تاجروں اور طلبہ کے لیے روزانہ مغرب سے عشاء تک قرآن کریم باترجمہ، ضروریات دین اور عربی زبان کی تعلیم کا انتظام

☆ مجوزہ تعمیری پروگرام ☆

○ مسجد خدیجۃ الکبریٰؓ ○ مدرسہ البنات ○ دار الاقامہ ○ لائبریری

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے ۶۔ اپریل ۹۹ء کو سرکردہ علماء کرام اور معززین شہر کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھ کر تعمیر کا آغاز فرما دیا ہے۔ اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ نقد رقوم یا تعمیراتی سامان کی صورت میں زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر اس کار خیر میں شریک ہوں۔

--------------- رابطہ کے لیے ---------------

(۱) عثمان عمر ہاشمی، کالج روڈ، زیڈ بلاک پیپلز کالونی گوجرانوالہ۔ فون ۲۷۳۴۳۵

(۲) حافظ محمد عمار خان ناصر، مرکزی جامع مسجد (شیرانوالہ باغ) گوجرانوالہ۔ فون ۲۱۹۶۶۳

(۳) فیصل محبوب، سرتاج فین جی ٹی روڈ، کنگنی والا گوجرانوالہ۔ فون ۲۷۳۶۹۴